اقبال

(۱)

کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں

جو میں سر بہ سجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

(۲)

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

لفظ و معنی

حقیقتِ منتظر	۔	وہ سچائی جس کا انتظار کیا جائے
لباس	۔	کپڑا، جامہ
مجاز	۔	حقیقت کے برعکس، جس کی اصلیت نہ ہو، یہاں مراد دنیاوی ہے۔
جبین	۔	پیشانی، ماتھا
نیاز	۔	آرزو، تمنا، حاجت، التجا، انکسار، عاجزی، مسکینی
شکستہ	۔	ٹوٹا ہوا، خراب اور بے رونق
آئینہ ساز	۔	شیشہ بنانے والا، آئینہ گر
عفو	۔	معافی، بخشش
بندہ نواز	۔	غلام کو عزت دینے والا، مالک، مختار، حاکم
غزنوی	۔	غزنی کا رہنے والا، سلطان محمود غزنوی کے لیے کنایہ کے طور پر آیا ہے۔
ایاز	۔	بادشاہ محمود کے غلام کا نام تھا۔
سر بہ سجدہ ہونا	۔	سجدے میں سر رکھنا، سر جھکانا
صدا	۔	آواز
صنم	۔	بت، مورتی، دل بر، معشوق
جہاں	۔	دنیا
قناعت	۔	تھوڑی چیز پر راضی ہونا، جو مل جائے اس پر خوش رہنا، صبر
عالم رنگ و بو	۔	رنگ و بو کی دنیا، ہماری دنیا سے مراد ہے
نشیمن	۔	آشیانہ، گھونسلا
مقامات	۔	جگہیں
آہ و فغاں	۔	رونا پیٹنا، نالہ و فریاد، واویلا کرنا
شاہیں	۔	ایک سفید رنگ کا شکاری پرندہ جو آسمان میں اونچا اڑتا ہے اور گھونسلا نہیں بناتا۔
پرواز	۔	اڑان

روز وشب - دن رات

زماں ومکاں - وقت اور جگہ

آپ نے پڑھا

- □ آپ نے علامہ اقبال کی دو غزلیں پڑھیں۔ جن کا انداز آپ کو عام غزلوں کے مزاج سے کچھ الگ لگا ہوگا۔
- □ اقبال ایک ایسے شاعر ہیں جن کو کبھی فلسفی شاعر اور کبھی مصلح قوم یعنی قوم کو سدھارنے والا کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اقبال نے شاعری سے پیمبری کا کام لیا ہے اور قوم کو راستہ دکھانے کا کام کیا ہے۔ ان دونوں غزلوں میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ اقبال نے عشقیہ جذبات یا واردات نہیں پیش کیے ہیں بلکہ ایک فلسفی اور مفکر کی طرح اظہار خیال کیا ہے۔
- □ پہلی غزل کا مطلع بہت مشہور رہا ہے۔ اسے یاد کرلیجیے۔ اس پوری غزل میں اقبال نے مسلمانوں سے خطاب کیا ہے۔ وہ ظاہر کرتے ہیں کہ عشق الٰہی کی راہ میں کیا کیا دشواریاں پیش آتی ہیں اور ان پر کیسے قابو پایا جاسکتا ہے۔ سجدہ اگر خلوص سے ادا نہ کیا جائے، عبادت اگر سچے دل سے نہ کی جائے تو بے کار ہے۔ یہی اقبال کا پیغام ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اب حسن اور عشق دونوں کا انداز بدل گیا ہے اور یہ صورت حال ان کو بے چین کر دیتی ہے۔
- □ دوسری غزل کا مطلع بھی بہت مشہور ہے ور بہت سارے مواقع پر دہرایا جاتا ہے۔ اس پوری غزل میں اقبال نے حرکت وعمل کا پیغام دیا ہے اور یہ احساس دلانا چاہا ہے کہ ایک کے بعد ایک منزل کی طرف بڑھتے جانا ہی کامیاب لوگوں کی پہچان ہے۔
- □ دوسری غزل پہلی غزل کے مقابلے میں زیادہ سہل اور رواں انداز میں لکھی گئی ہے۔ یہاں اقبال نے اپنے پسندیدہ پرندے 'شاہین' کی بڑائی بھی ایک شعر میں ظاہر کی ہے اور قوم کے نوجوانوں کو اس سے سبق لینے کی صلاح دی ہے۔

آپ بتائیے

1. شاعر اقبال نے اپنی غزلوں میں کس کو مخاطب کیا ہے؟
2. اقبال کی غزلوں کا انداز دوسرے شاعروں سے الگ کیوں ہے؟
3. اقبال کی غزل گوئی کا عام مزاج کیا ہے؟
4. 'ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں'۔ اس مصرع کا کیا مطلب ہے؟

5. اقبال اپنی غزلوں میں فکر وفلسفہ سے کیوں کام لیتے ہیں، عشقیہ مضامین کیوں نہیں بیان کرتے ؟

6. سجدہ کرنے والوں کو کس طرح سجدہ کرنا چاہیے کہ ان کی نماز قبول ہو؟

7. غزنوی اور ایاز کا تذکرہ کرکے اقبال نے کس کی طرف اشارہ کیا ہے؟

مختصر گفتگو

1. اقبال کی پیدائش کہاں ہوئی؟

(الف) دہلی　　(ب) سیالکوٹ　　(ج) پانی پت　　(د) کراچی

2. اقبال کا انتقال کب ہوا؟

(الف)1930ء　　(ب)1935ء　　(ج)1938ء　　(د) 1947ء

3. اقبال انگلینڈ کیوں گئے تھے؟

(الف) اعلیٰ تعلیم کے لیے　　(ب) نوکری کرنے کے لیے

(ج) سیر وتفریح کرنے کے لیے　　(د) ان میں سے کوئی نہیں

4. اقبال کا مزار کہاں ہے؟

(الف) کراچی　　(ب) لاہور　　(ج) اسلام آباد　　(د) ملتان

5. اقبال کے دو مجموعہ کلام کا نام بتائیے۔

تفصیلی گفتگو

1. اقبال کی غزل گوئی کی خصوصیات مختصراً لکھیے۔

2. اقبال کو شاعر مشرق کیوں کہا جاتا ہے؟

3. اقبال کی شاعری میں عشقیہ باتیں کیوں نہیں رہتی ہیں؟

4. اقبال کے حالات زندگی پر روشنی ڈالیے۔

5. اقبال کے اس شعر کی تشریح کیجیے۔

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا　　ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

4. اقبال نے نوجوانوں کو شاہیں بننے کا مشورہ کیوں دیا؟ سمجھا کر لکھیے۔

آیئے، کچھ کریں

1. اپنے استاد کی مدد سے اقبالؔ کے بارے میں مزید معلومات فراہم کریں۔
2. اپنے اسکول یا علاقے کی لائبریری میں اقبال کی شاعری کے مجموعے تلاش کریں اور ان کا مطالعہ کریں۔
3. پتہ کریں کہ اقبالؔ کی نظم 'ہمالہ' اور 'نیا شوالہ' ان کے کس مجموعے میں ہے؟
4. اقبالؔ کی کوئی اور غزل یاد کریں اور دوستوں کے ساتھ مل کر اس کی صدابندی کریں۔

جمیل مظہری

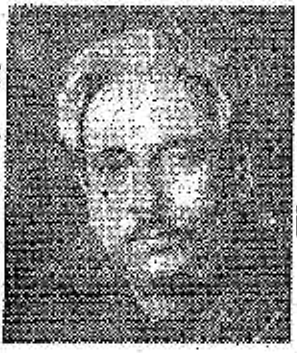

جمیل مظہری کا اصل نام میر کاظم علی تھا۔ وہ ستمبر 1904ء میں محلہ مغل پورہ پٹنہ سیٹی میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ سیٹی میں حاصل کی اور 1922ء میں تال تلہ ہائی اسکول کلکتہ سے میٹرک پاس کیا۔ کلکتہ سے ہی ایم۔اے پاس کرنے کے بعد پٹنہ میں پبلسٹی افسر مقرر ہوئے۔ 1942ء کی 'ہندوستان چھوڑو تحریک' میں شامل ہو کر استعفیٰ دے دیا۔ اور گرفتار ہوئے۔ رہائی کے بعد کچھ دنوں بمبئی کی فلموں میں گانے لکھے اور 1950ء سے پٹنہ یونی ورسٹی کے شعبہ اردو میں استاد ہو گئے جہاں سے دسمبر 1974ء میں ریٹائر ہو کر اپنے چھوٹے بھائی رضا مظہری کے ساتھ کلکتہ میں رہنے لگے۔ پٹنہ آنا جانا لگا رہتا تھا۔ 23/جولائی 1980 کو بھیکن پور (ضلع مظفر پور) میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

جمیل مظہری کی پہلی نظم 'مالن کی بیٹی' تھی جو 1942ء کے آس پاس شائع ہوئی تھی۔ انہوں نے شاعری کی مختلف صنفوں مثلاً غزل، نظم، مرثیہ، مثنوی، رباعی اور قطعہ وغیرہ پر طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی کتابوں کے کئی کئی ایڈیشن ہندوستان اور پاکستان کے مختلف اداروں سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ انہیں 1974ء میں اردو ادب کی مجموعی خدمات کے اعتراف میں 'غالب ایوارڈ' حاصل ہوا۔ ملک کی مختلف اردو اکادمیوں سے بھی انعامات و اعزازات ملے۔ ان کی غزلوں کا پہلا مجموعہ 'فکر جمیل' کے نام سے پہلی بار 1956ء میں پٹنہ سے شائع ہوا تھا۔ ان کی شاعری اور شخصیت سے متعلق بہت ساری کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ وہ ایک اہم دانشور اور شاعر تھے۔

جمیل مظہری کی غزل گوئی میں عشقیہ جذبات کی پیش کش بہت کم ہے۔ ان کا مزاج فکری اور فلسفیانہ ہے جسے اقبال سے قریب کہا جا سکتا ہے۔ ان کی بعض غزلیں بے حد مشہور رہی ہیں اور ان کے انفرادی رنگ سخن کی آئینہ دار ہیں۔

ان کی غزل گوئی کے بارے میں اردو کے مشہور ناقد شمس الرحمن فاروقی کی یہ رائے قابل توجہ ہے:

> '......ایک معصومیت اور حیرت یہ ہوتی ہے کہ انسان دنیا کو دیکھتا ہے، سمجھتا ہے اور تب یہ سوچتا ہے کہ یہ کارخانہ کتنا عظیم الشان ہے اور اس کے پیچھے کیا کیا عوامل کارفرما ہیں؟ جمیل مظہری کا ذہن اسی حیرت اور اضطراب کا آئینہ ہے۔ خاص طور پر ان کی غزل اسی کا آئینہ ہے۔'

جمیل مظہری کے شعری مجموعے 'نقش جمیل'، 'عکس جمیل'، 'آثار جمیل' اور 'عرفان جمیل' وغیرہ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی مثنوی 'آب و سراب' بھی بہت مشہور ہے۔ انہوں نے نثر نگاری بھی کی ہے۔